معاشرتی استحکام میں سورۃ الماعون کے احکامات کی اہمیت: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Surah Al-Mā'oon in the Sustainability of Society

Dr Mehmood Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies NCBA, DHA Campus, Lahore :muftimehmoodahmad@gmail.com
Shahbaz Ahmad
M Phil Scholar, Department of Islamic Studies NCBA, DHA Campus, Lahore:shahbazahmad@gmail.com

Abstract

The Qurān, the holy book of Islam, serves not only as a religious guide but also as a source of moral and ethical principles that can shape and sustain a just and harmonious society. Surah Al-Mā'oon, a short chapter in the Qurān, provides profound insights into the values and behaviors that are essential for the sustainability of society. This analytical study delves into the teachings of Surah Al-Mā'oon to elucidate its relevance in fostering a sustainable and compassionate community. Surah Al-Mā'oon, consisting of just seven verses, condemns hypocritical behavior and emphasizes the significance of small acts of kindness and compassion in daily life. It serves as a powerful reminder of the moral responsibilities that individuals bear toward their fellow human beings and the broader community. This study aims to explore how the principles outlined in Surah Al-Mā'oon can contribute to the sustainability of society in the contemporary world. The analytical study also delves into the Qurānic perspective on hypocrisy and insincerity. It argues that hypocrisy not only erodes the moral fabric of society but also hampers its progress and sustainability. The chapter's condemnation of hypocritical behavior serves as a call for individuals to be sincere in their actions and intentions, fostering trust and cooperation within the community.

Keywords: Betterment, Moral Qualities, Educational Opportunities, Social interactions, Social media

جب ہم اچھے اور ذمہ دار افراد کے طور پر عمل کرتے ہیں، تو ہم مثبت تبدیلیاں لانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہمارا کردار دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہونا چاہیے۔ جب ہم ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو خوبصورت اخلاقی قابلیتوں کا حامل ہو، تو دوسرے لوگ بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور اس کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمارا کردار انفرادی اور

سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیں خود کو تعلیمی مواقع فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہم اپنی ترقی کر سکیں اور دوسروں کو بھی تعلیم و تربیت کے مواقع فراہم کر سکیں۔ ہمارا کردار معاشرتی تعاملات پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ ہمیں دوسروں کی عزت کرنی چاہیے، احساسات کو سمجھنا چاہیے، اور دوسرے لوگوں کی مدد کرنے کی صلاحیت رکھنی چاہیے۔ ہم دوسروں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے خوبصورت تعاملات کا سفر طے کر سکتے ہیں۔

آج کے دور میں سوشل میڈیا کا استعمال ہمارے کردار پر بھی اثرانداز ہوتا ہے۔ ہمیں ایسا مواد شیئر کرنا چاہیے جو معاشرتی بہتری کو ترویج کرتا ہو۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی خاطر ہمیں سوشل میڈیا پر پاکیزہ خیالات، اطلاعات کو درستی کے ساتھ شیئر کرنا چاہیے۔ ہمارا کردار ہماری سوچوں پر اثرانداز ہوتا ہے۔ جب ہم اپنی سوچ کو مثبت اور تعمیری بناتے ہیں، تو ہمارا کردار بھی اس کو متاثر کرتا ہے اور معاشرتی بہتری کا حامل بن جاتا ہے۔

یہاں پر بہت سے عوامل ہیں جو ہمارا کردار متاثر کرتے ہیں اور معاشرتی بہتری کے لئے اہم ہوتے ہیں۔ ہمیں ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کو مثبت اور تعمیری بنانا چاہیے تاکہ ہم معاشرتی ترقی کا حامل بن سکیں۔

سورۃ الماعون قرآنِ پاک کی سورۃ نمبر 107 ہے۔ یہ سورۃ "الماعون "اس لئے کہلاتی ہے کیونکہ اس کی ابتدائی آیت "أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ" کے آغاز میں الماعون لفظ آیا ہے۔ یہ سورۃ مکی سورۃ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی تھی۔

یہ سورۃ توحید، عدل، نیکی، احسان اور عقیدتِ اخرت کے اہم مسائل کو پرکھنے اور قومی اور اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے موجودہ حالات کی تنقید کرتی ہے۔

موضوع:

سورۃ الماعون میں غریبوں، مستضعفین اور محتاجوں کے حقوق اور ان کی مدد پر توجہ ہوتی ہے۔ یہ سورۃ معاشرتی انصاف، مدد کرنے کی ضرورت اور خیر خواہی کو بہترین طریقے سے بیان کرتی ہے۔

اہم آیات:

سورۃ الماعون میں کچھ اہم آیات درج ذیل ہیں:

آیت نمبر 1-2:

"أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ. فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ"

یہ آیات اُس شخص کی تنقید کرتی ہیں جو دین کو جھٹلاتا ہے اور یتیم کو لعنت دیتا ہے۔

آیت نمبر 3-7:

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ. الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ. وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ"

یہ آیات اُن لوگوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو نماز کو لاپرواہی سے ادا کرتے ہیں، دوسروں کو دکھ دیتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی مددیں بھی مسترد کرتے ہیں۔

آیت نمبر7:

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ"

یہ آیت اُن لوگوں کو ڈرسناتی ہے جو نماز کو تکمیل نہیں دیتے۔

سورۃ الماعون ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ایمانداری کے ساتھ عدل، احسان اور انسانیت کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اس سورۃ کی تلاوت اور اس کی تفسیر سے ہمیں معاشرتی مسئلوں کو حل کرنے کے لئے راہنمائی ملتی ہے اور ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اپنے دین کے تعلیمات کو عملی زندگی میں تنسیب دینا چاہیے۔ سورۃ الماعون میں ظاہر ہوتا ہے کہ صرف دینی روزہ وسلوک کافی نہیں ہوتا ہے، بلکہ ہمیں معاشرتی زندگی میں بھی نیکی، خیر خواہی اور انصاف کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ذیل میں ہم سورۃ الماعون کا تفصیلی تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مختصر تعارف:

سورۃ الماعون قرآن کی ایک سورت ہے جو ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ یہ ایک رکوع اور سات آیات پر مشتمل ہے۔ اصطلاحاً "ماعون" کا مطلب ہے عام، روزمرہ کی چیزیں جو عام طور پر استعمال ہوتی ہیں یا ضرورت ہوتی ہیں۔ اسے سورۃ الماعون اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ آخری آیت میں موجود ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ سورت جزوی طور پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی، خاص طور پر کفار مکہ جیسے ابوجہل، عاص بن وائل وغیرہ کو مخاطب کر کے۔ سورہ کا بقیہ حصہ مدینہ میں نازل ہوا، خاص طور پر عبداللہ ابن ابی سلول کو مخاطب کرتے ہوئے، جو ایک منافق تھا۔[1]

[1] الصاوی، احمد بن محمد، (۱۳۶۰ھ) حاشیۃ الصاوی علی تفسیر جلالین، (مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر) 3، صفحہ:338۔

شانِ نزول:

مکۂ مکرمہ میں ایک یتیم بچہ کی پرورش کی ذمہ داری ابو جہل نے اپنے سَر لے لی اور وہ سارا مال جو اس بچے کو وراثت میں ملا تھا، وہ بھی اپنے قبضے میں کر لیا۔ ایک دِن وہ یتیم بچہ اس کے پاس آیا اور اپنا مال اس سے مانگا، اس پر ابو جہل نے یتیم بچے کو دھکے دیے۔

سرداران قریش نے بچے سے کہا: تم محمد ﷺ کے پاس جا کر اس بات کا ذکر کرو، وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ قریش کے سرداروں نے تو یہ بات بطورِ مذاق کہی تھی، ان کا مقصد تھا کہ یہ یتیم بچہ محمد ﷺ سے مدد مانگے گا اور وہ نہیں کر پائیں گے۔

وہ یتیم بچہ پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آیا اور مدد کے لئے عرض کی۔ آنحضرت ﷺ نے اس بچے کو ساتھ لیا اور فوراً ابو جہل کے گھر تشریف لے گئے۔ سردارانِ قریش کا خیال تھا کہ ابو جہل اکڑ دِکھائے گا، مَعَاذَاللہ! مگر یہ کیا...!! ابو جہل نے جیسے سرکارِ عالی وقار ﷺ کو دیکھا تو ادب سے مرحبا کہہ کر آپ کا استقبال کیا قریش کے لوگوں کو بہت حیرت ہوئی۔ اُنہوں نے پوچھا تو ابو جہل کہنے لگا کہ میں نے محمد ﷺ کے دائیں اور بائیں نیزے دیکھے ہیں اور مجھ کو خوف ہوا کہ اگر آپ کی بات نہ مانی تو وہ نیزے مجھے پھاڑ ڈالیں گے۔[2]

تفسیر صِراط الجنان میں ہے کہ جب ابو جہل اور اس یتیم بچے کا یہ واقعہ ہوا تو سُوْرَۂ ماعُون کی پہلی چند آیات نازِل ہوئیں۔

اللہ پاک نے فرمایا:

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِفَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ،وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ[3]

ترجمہ: ’’دیکھو، دین کو جھٹلانے والا، بے شک وہ ہے جو یتیم کو دھکیلتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی خواہش نہیں رکھتا‘‘۔

سورۃ الماعون کا خلاصہ

علامہ بُقاعی رَحمۃُاللہ علیہ فرماتے ہیں:

[2] الحلبی، علی بن برھان الدین، (۲۰۰۹) السّیرۃ الحَلَبِیَّۃ، باب عرض قریش علیہ... الخ، (کراچی: مکتبہ دار الاشاعت) جلد: 1، صفحہ: 445۔

[3] القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ الماعون، آیت 1 تا 3

"سورۂ ماعُون میں بنیادی طور پر یہ نکتہ سمجھایا گیا ہے کہ قیامت کے دِن اُٹھنے اور بارگاہِ اِلٰہی میں پیش ہونے کا اِنکار کرنا اَبُوالْخَبَائِث (یعنی بُرائیوں کی جڑ) ہے۔ اس انکار کے سبب انسان بُرے اَخلاق اور گھٹیا کردار کا عادِی ہو جاتا ہے"۔[4]

قیامت کے دِن کا اِنکار ہی آدمی کو ظالم بناتا ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والے کے دل سے انسانیت مٹ جاتی ہے۔ وہ انسان نما حیوان بن کر یتیموں، مسکینوں اور بے سہاروں پر ظلم ڈھاتا اور انہیں دھکے دیتا ہے۔ یہی قیامت کا اِنکار آدمی کو ریاکار بناتا ہے اور بندے کو اپنے رَبِّ کریم کا نافرمان بناتا ہے اور اسی اِنکار کے سبب آدمی بخل یعنی کنجوسی اور حِرْص وہَوَس کی دلدل میں پھنس کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

بُرے کردار کا عادی بننا اور اچھے کردار کو نظرانداز کرنا انسان کی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ سورۃ ہمیں اخلاقیت کی اہمیت سمجھاتی ہے اور ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں اچھے کردار کو نیک نیت سے پیش کرنا چاہئے۔ یہ سورۃ اسلامی اخلاقیات کے تعلیمات کو ترویج کرتی ہے۔ اس کے ذریعے ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ حقیقت میں ایمان کا ثبوت صرف مذہبی پہناوے کی پابندی سے نہیں ہوتا، بلکہ اس کے پس منظر نیکی، انصاف، احسان اور مدد کرنے کا عمل ہوتا ہے۔

اس سورۃ کے تحت، اگر ہم صرف مذہبی پہناوے کی پابندی کریں اور دوسروں کی مدد نہ کریں، مظلوموں کے حقوق کو نظرانداز کریں، اور بدتمیزی اور برائی کے کردار میں ملوث ہوں، تو ہمارا کردار برائیوں کی جڑ سے ہوگا۔ یہ سورۃ ہمیں اپنے کردار کی نگرانی کرنے، اچھے کردار کو پیش کرنے اور برائیوں سے احترام کرنے کی تربیت دیتی ہے۔ ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ہمارے کردار کی اصل پہچان اخلاقیت اور نیک نیت سے پیش آنا ہوتی ہے۔

سورۃ الماعون کے مضامین

سُورۂ ماعُون میں بنیادی طور پر کُفّار اور منافقین کے 4 عیبوں کا ذِکْر ہے: (1): بخل یعنی کنجوسی (2): نَمازوں میں سُستی ولاپرواہی : (3) ریاکاری اور : (4) دوسروں کی خیر خواہی نہ کرنا

بخل (کنجوسی):

اللہ پاک فرماتا ہے:

یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ[5]

---

[4] البقاعی، برھان ابی الحسن، (۲۰۰۶) تفسیر نظم الدرر، (مکتبہ دار الکتاب الاسلامی قاہرہ)، سورۂ ماعون، جلد: 8، صفحہ: 541۔

ترجمہ: "وہ یتیم کو دھکیلتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی خواہش نہیں رکھتا۔"[5]

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں نقل فرماتے ہیں:

یعنی مذہب کی تکذیب کرنے والے شخص کی اخلاقی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے اور وہ اپنے خاندان اور دیگر صاحب ثروت لوگوں کو مسکین کے لئے کھانا دینے کی بات نہیں کرتا۔[6]

وہ شخص جو دین کو جھٹلاتا ہے اور یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مالداروں کو مسکینوں کی مدد کرنے کی ترغیب نہیں دیتا، اس کا اخلاقی حال واقعی بہت ناپسندیدہ ہے۔ ایسا کردار انسانیت کے معیاروں سے بہت دور ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص دین کو جھٹلاتا ہے اور معاشرتی اخلاقیات کو نظرانداز کرتا ہے، تو یہ اس کے اخلاقی حال کی عکاسی کرتا ہے۔ ایسے شخص کا اخلاقی حال بہت بری ہوتا ہے اور وہ ایک منافق کے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ یتیم کو دھکے دینا یا اس کی ترقی کو روکنا اخلاقیت کی ناقصی کا اظہار ہے۔ یتیموں کے حقوق کا خیال رکھنا اور ان کی مدد کرنا اسلامی اخلاق کا حصہ ہے اور ہمیں یتیموں کی خاصیت کو احترام دینا چاہیئے۔

صاحب حیثیت لوگوں کو اس بات پر اکسانا کہ وہ مسکینوں کو کھانا نہ کھلائیں اور ان کی مدد بھی نہ کریں یہ بھی اخلاقیت کی ناقصی کی نمونہ ہے۔ ترغیب نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اندرونی خواہشات کی بنا پر خرچ کرنا پسند کرتے ہوں یا ذاتی فائدہ کی خاطر دیگر مالداروں کو مدد نہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوں۔

مجموعی طور پر، جب کوئی شخص دین کو جھٹلاتا ہے اور اخلاقی معیاروں کا خیال نہیں رکھتا، تو اس کا اخلاقی حال بہت نامناسب ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق کے تحت ہمیں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا چاہیئے، ان کی مدد کرنا چاہیئے اور خیر خواہی کرنا چاہیئے۔ اسلام میں یتیموں اور مسکینوں کی حمایت کرنے کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ بہت سی آیات، قرآن مجید میں ہیں، جو یتیموں کی خاص ضرورتوں کی پابندی اور ان کی حفاظت پر زور دیتی ہیں۔ ایک مومن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق، یتیموں کی مدد اور حمایتی ہونا چاہیئے۔

خُدائے رحمٰن کا فرمانِ عالی شان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا[7]

[5] القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ الماعون، آیت 2تا3

[6] حقی، علامہ اسماعیل مترجم، (۲۰۰۵) روح البیان، (مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)، سورۃ الماعون، جلد 10، ص536

[7] القرآن الکریم، پارہ 4، سورۃ النساء، آیت 10

تَرجَمہ: بیشک وہ لوگ جو ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر کھانا (متعدد صورتوں میں) حرام ہوا تو علیحدہ طور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو ہبہ (یعنی تحفہ) دے سکتے ہیں مگر اس کا ہبہ لے نہیں سکتے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز، فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔اوّلاً مال تقسیم کرو پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔"[8]

اور وضاحت فرماتے ہیں:

"جب میت کے یتیم یا غائب وارث ہوں تو مالِ مشترک میں سے اس کی فاتحہ تیجہ وغیرہ حرام ہے کہ اس میں یتیم کا حق شامل ہے بلکہ پہلے تقسیم کرو پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصّہ سے یہ سارے کام کرے ورنہ جو بھی (جانتے بوجھتے) وہ کھائے گا دوزخ کی آگ کھائے گا۔قیامت میں اس کے مُنہ سے دُھواں نکلے گا۔حدیث شریف میں ہے کہ یتیم کا مال ظلماً کھانے والے قیامت میں اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کے مُنہ ،کان اور ناک سے بلکہ ان کی قبروں سے دُھواں اُٹھتا ہو گا جس سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے ہیں۔"[9]

یتیم اور مسکین کی کفالت

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور جہاں یتیم کے ساتھ بد سلوکی کی جائے وہ بدترین گھر ہے۔"[10]

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرتے ہیں:

---

[8] نعیمی، مفتی احمد یار خان، نورُ العرفان، (مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)، سورۂ نساء، زیرِ آیت: 10، صفحہ: 95

[9] ایضا

[10] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، (لاہور، مکتبہ اسلامیہ)، ص 593، حدیث 3679

"غریب لوگ دولت مندوں سے 40سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اے عائشہ! غریبوں سے منہ نہ موڑو، خواہ تمہارے پاس کھجور کا دانہ ہی کیوں نہ ہو، انہیں دے دو، اے عائشہ! غریبوں کو اپنے قریب رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن ان کے قریب کردے۔"[11]

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص محض اللہ کی رضا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے، (ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئے) تو اس کے لیے ہر بال کے بدلے ثواب ہے۔ اور اگر کوئی کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ حسن سلوک کرے گا تو میں اور وہ شخص جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (اس کی مثال کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو ملایا)۔"[12]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے عزیز یا غیر رشتہ دار یتیم کے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرے اور یہ شفقت خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے ہو تو اس کے ہاتھ کے نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے میں اسے ثواب ملے گا۔ ذرا ان انعامات کی وسعت کا اندازہ اس وقت لگائیں جب کوئی یتیم پر خرچ کرنے، ان کی خدمت کرنے اور ان کی تعلیم و پرورش کے اضافی کاموں پر صرف کرے۔[13]

حقیقت میں، ایک سچے مسلمان کو یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے کی ترغیب ہونی چاہئے۔ اسلام میں مسلمانوں کو یتیموں کی دیکھ بھال کرنے، ان کو پرورش دینے اور معاشرتی سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے۔ یہ معاشرتی مسئلہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایک اچھے مسلمان کا کردار انسانیت، احسان و خیر خواہی کو پیش کرنے پر مبنی ہوتا ہے۔ یہی ہماری معاشرتی بہتری کے لئے ضروری ہے۔

نمازوں میں سستی و لاپرواہی:

سورۃ الماعون میں ایک عیب سستی و لاپرواہی ہے جو نماز کی ادائیگی میں ہوتی ہے۔ یہ اسلامی عبادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنے اور نماز کو بے خیالی سے ادا کرنے کا مذموم کردار ہے۔

---

[11] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، (۲۰۱۷) سنن ترمذی، کتاب الزہد، مکتبہ بیت السلام، ص562، حدیث 2352

[12] احمد بن حنبل، محمد بن احمد، مسندِ امام احمد، (کراچی، مکتبہ رحمانیہ)، جلد:9، صفحہ:204، حدیث:22922۔

[13] نعیمی، مفتی احمد یار خان، مرآۃ المناجیح، (کراچی، مکتبۃ المدینہ)، جلد:6، صفحہ:562۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ[14]

ترجمہ: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ۔

تفسیر صراط الجنان کے حوالے سے اس کی وضاحت میں یہ ہے کہ:

اس سے مراد وہ منافق ہیں جو تنہا ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ اپنے فرض کو نہیں مانتے۔تاہم، جب وہ دوسروں کے سامنے ہوتے ہیں، تو وہ متقی ہونے کا بہانہ کرتے ہیں، اپنے آپ کو عبادت گزار کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اپنی تقویٰ کا مظاہرہ کرنے کے لیے بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں، حالانکہ وہ اصل میں نماز کے اصل جوہر سے غافل ہوتے ہیں۔ [15]

نماز سے غفلت کی چند صُورتیں

یہ صورتیں نماز کی پابندی، صحیح وقت پر نماز کی ادائیگی، فرائض وواجبات کی صحیح طریقے سے ادائیگی، باجماعت نماز کی اہمیت، نماز کی پرواہ کرنے کی عدم توجہ، تنہائی میں قضا کرنا اور عوام کے سامنے نماز پڑھ لینا کو شامل کرتی ہیں۔

یہ غفلت کی صورتیں ہیں جو نماز کے حقوق کو نظرانداز کرتی ہیں اور نماز کے اصولوں کا خیال نہیں رکھتیں۔ایک سچے مسلمان کے لئے نماز ایمان کی ستون ہے اور اس کی پابندی، ادائیگی اور احترام کرنا بہت اہم ہے۔نماز کی پابندی سے بے پروائی کرنا یا نماز کو صحیح وقت پر نہ پڑھنا اخلاقی حال کی عدم توجہ کی نمونہ ہے۔نماز کی اہمیت وفضیلت کے پیشِ نظر ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری نمازوں میں توجہ، احترام اور ادائیگی کیسی ہونی چاہئے۔

نماز دِین کا اَہم ترین رُکن ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا[16] "پھر ان کے بعد ایک ایسی نسل آئی جس نے نماز کو چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی۔وہ عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے۔"

---

[14] القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ الماعون، آیت 5

[15] عطاری، مفتی قاسم، (۲۰۱۷) تفسیر صراط الجنان، (کراچی، مکتبۃ المدینہ)، سورۃ الماعون، جلد 10، ص 840

[16] القرآن الکریم، پارہ 16، سورۃ مریم، آیت 59

نماز کے ارکان کو صحیح طریقے سے ادا نہ کرنا اور باجماعت نماز کی اہمیت کو نظرانداز کرنا بھی غفلت کی علامت ہوتی ہے۔ایک مسلمان کو فرائض واجبات کو صحیح طریقے سے ادا کرنے پر توجہ دینی چاہئے اور باجماعت نماز کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔

عوام کے سامنے نماز پڑھ لینا اور علیحدگی میں ادائیگی نماز میں کوتاہی بھی نماز کی پرواہ کرنے کا عدم توجہ کی نمونہ ہے۔ایک مسلمان کو نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور نماز کی ادائیگی کو عوام کے سامنے دکھانا چاہیے تاکہ دوسروں کو نماز کی اہمیت کا علم ہو سکے۔

نماز کی ادائیگی میں غفلت یا سستی اور کاہلی صورتیں

1. نماز پابندی سے نہ پڑھنا:

جب کوئی شخص اپنی نماز کی پابندی کو نظرانداز کرتا ہے اور نمازوں کو مستحکم کرنے کی جگہ آدھی یا کچھ نمازیں چھوڑ دیتا ہے۔

2. صحیح وقت پر نہ پڑھنا:

جب شخص نماز کو ادا کرنے کا مناسب وقت پر نہیں پڑھتا ہے۔وقت پر نماز نہ پڑھنا نمازوں کی اہمیت کو نظرانداز کرنے کا اظہار ہے۔

3. درست ادائیگی نہ کرنا:

جب شخص نماز کے فرائض وواجبات کو درست طریقے سے ادا نہیں کرتا، جیسے کہ وضو کا صحیح طریقے سے نہ کرنا، رکوع اور سجدوں کو صحیح انداز سے نہ کرنا، وغیرہ۔

4. باجماعت نماز نہ پڑھنا:

جب شخص شرعی عذر کے بغیر باجماعت نماز نہ پڑھتا ہو، مثلاً بغیر ایک عذر کے مسجد میں جماعت سے دور رہنا۔

5. نماز کی پرواہ نہ کرنا:

جب شخص نماز کی اہمیت کو نظرانداز کرتا ہے اور نماز کی پابندی، ادب اور خشوع کو نہیں سمجھتا۔

6. قضا وادا میں فرق:

جب شخص نمازوں کو تنہائی میں قضا کرتا ہے، یعنی جب نمازوں کو وقت سے پہلے یا بعد میں ادا کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کا مقصد ادائیگی، رضا الٰہی نہیں بلکہ دوسروں کے منہ اپنی تعریف سننا ہے۔

یہ صورتیں نماز سے غفلت کا نمونہ ہیں اور اس کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اگر ہم نمازوں کو سنجیدگی سے نہیں ادا کریں گے، تو ہماری نماز میں قبولیت اور اخلاقیت کی کمی ہو سکتی ہے۔ ایک مؤمن کے لئے نماز ایمانیت اور روحانیت کی مہمانی کا وقت ہوتی ہے، اس لئے ہمیں نماز کی پابندی کرنی چاہئے اور اس کو صحیح طریقے سے ادا کرنا چاہئے۔

ریاکاری:

سورۃ الماعون میں ریاکاری کی نشاندہی کی گئی ہے جو اظہارِ اعمال اور عبادات کو خواہشِ دیگران کے لئے کرنا ہے، نہ کہ خدا کی خواہش کے لئے۔ ریاکاری ایمانیت کو کمزور کرتی ہے اور منافقت کا رویہ ہوتی ہے۔

قیامت کا اِنکار کرنے والوں کا تیسرا نقص یہ بیان ہوا کہ وہ ریاکاری کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ [17] وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ منافق اپنا مذہبی فریضہ مثلاً نماز اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔۔[18]

ریاکاری کسے کہتے ہیں؟

اسلامی نقطہ نظر سے، ریاکاری کا مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے لوگوں کے سامنے مذہبی عمل یا عبادت کرتا ہے لیکن اس کا اصل مقصد اللہ پاک کی خوشنودی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو دکھانا ہوتا ہے۔ یہ معمولاً منافقین کا عمل ہوتا ہے جو دینی اعمال کو صرف ظاہری طور پر ادا کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی عبادت کو دیکھیں اور انہیں سمجھیں کہ وہ نیک ہیں اور چاہیں تعریف کریں یا مال دیں۔ ایسے شخص کو ریاکار کہا جاتا ہے۔۔[19]

ریاکاری بہت ہی بُری بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[17] القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ الماعون، آیت 6

[18] عطاری، مفتی قاسم، تفسیر صراط الجنان، سورۃ الماعون، جلد 10، ص 841

[19] الھیتمی، علامہ ابن حجر، (۹۵۶ھ) الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ، مطبعہ حجازی قاہرہ، جلد:1، صفحہ:76۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ[20]"جو دُنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں:

"منافقین (ریاکاروں) کو ان کی ظاہری نیکی کا بدلہ اس دنیا میں ہی ملتا ہے اور ان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جاتا۔[21]

ریاکاری ایک ایسا فعل ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے بجائے اپنے اعمال، عبادات یا نیکیوں کو دوسروں کو دکھانے کے لئے کرے۔ یہ ایک منافقت کا رویہ ہے جو انسان کی اخلاقیات کو کمزور کرتا ہے اور اس کے عملوں کی صداقت کو مختل کرتا ہے۔

ریاکاری کا اصل مقصد

ریاکاری کا اصل مقصد دوسروں کی تعریف اور دیکھادکھی کے لئے ہوتا ہے۔ ریاکار اعمال کو نیک بنانے کی بجائے ان کو دکھانے پر توجہ دیتا ہے تاکہ لوگ اس کو محبوب یا پرعزم انسان سمجھیں۔ یہ اعمال شخصیت کو مصنوعی بنا دیتے ہیں اور اصل مقصد اور انتہائی خالصیت کی بجائے نمائشیت اور دوسروں کے تعریف کے لئے کی جاتی ہیں۔

ریاکاری کی چند علامات

1. اعمال کی نمائش: ریاکار اعمال کو دکھانے کے لئے محنت کرتا ہے، مثلاً نماز، روزہ، صدقہ یا دیگر عبادات کو دوسروں کے سامنے زیادہ توجہ دیتا ہے۔
2. دوسروں کی تعریف کا طلبگار ہونا: ریاکار دوسروں سے تعریف، تحسین یا توجہ کی امید رکھتا ہے۔ وہ اپنے اعمال سے دوسروں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ ایک نیک انسان ہیں۔
3. معاشرتی وسائل میں دکھاؤ: ریاکاری میں شخص اپنے عملوں کو معاشرتی وسائل کی مدد سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، مثلاً سمجھوتے، تعریفیں، یا دوسروں کے سامنے نیک اعمال کا زوردار بیان کرنا۔

[20]القرآن الکریم، پارہ 12، سورۃ ہود، آیت 15

[21]الطبری، محمد بن جریر، (۲۰۰۱) تفسیرِ طبری، (مکتبہ مؤسسۃ الرسالہ قاہرہ)، سورۃ ہود، زیر آیت: 15، جلد: 7، صفحہ: 13۔

ریاکاری اخلاقی معیاروں کے خلاف ہے اور یہ ایمان کی خواص کو ضعیف کرتی ہے۔ایک مسلمان کو ریاکاری سے بچنا چاہیئے اور اپنے عملوں کو خدا کی خواہش کے لئے صاف دل سے کرنا چاہیئے۔ریاکاری کی جگہ اخلاص اور صداقت کو رکھنا چاہیئے تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا خیال رہے اور اچھے کردار کے ساتھ راستہ اختیار کریں۔4. **دوسروں کی خیر خواہی نہ کرنا:**

سورۃ الماعون میں دوسروں کی خیر خواہی کو نظرانداز کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ انسانیت کی خاصیت ہے کہ ہمیں دوسروں کی مدد، معاونت اور خیر خواہی کرنی چاہیئے۔

قیامت کو جھٹلانے والوں کا چوتھا اور آخری وصف جو سُورۂ ماعُون میں بیان ہوا، وہ یہ کہ

وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ [22]

ترجمہ: اور برتنے کی معمولی چیزیں بھی نہیں دیتے۔

لفظ "ماعون" کا معنی "عمومی استعمال کی چیز"۔ مطلب یہ ہے کہ منافقین اتنے کنجوس، بے حِس اور بے پرواہ ہیں کہ اگر کوئی ان سے عام استعمال کی معمولی سی چیز بھی مانگ لے تو یہ دینے سے اِنکار کر دیتے ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں:

"ایک شخص کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں ایسی چیزیں رکھے جن کی پڑوسیوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں بلا قیمت دے دیا کرے۔"[23]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ:

کسی کو نمک، آگ اور پانی سے منع نہ کرو۔ حضورِ پاک ﷺ نے بتایا کہ جو شخص کسی کو آگ دیتا ہے، اس نے گویا اپنے گھر سے پکا ہوا کھانا خیرات کیا۔اسی طرح جو شخص کسی کو نمک دیتا ہے، وہ گویا اس نمک سے بننے والی ہر چیز کو خیرات کرنے کا اجر پاتا ہے۔اور جو شخص کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلاتا ہے، وہ ایسے ہے جیسے غلام کو آزاد کیا۔

---

[22] القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ الماعون، آیت 7

[23] علاؤالدین علی بن محمد، تفسیرِ خازن، (دار الکتب العلمیہ بیروت)، جلد 4، ص 479

اور جو شخص مسلمان کو وہاں ایک گھونٹ پانی پلاتا ہے جہاں پانی عام طور پر نہیں ملتا، اس نے گویا اسے زندگی عطا کی ہے۔[24]

خلاصہ بحث:

سورۃ الماعون میں نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ،ادائیگی نماز میں اخلاص بھی ضروری ہے۔ یہ سورۃ ہمیں یاددلاتی ہے کہ حقیقت میں نماز اس وقت مقبول ہوتی ہے جب ہم اخلاص کے ساتھ نماز ادا کریں۔ یہ ہمیں سمجھاتی ہے کہ نماز صرف روزہ و قواعد کی پابندی کے لئے نہیں بلکہ خدا کی رضا کی خاطر ادا کی جانی چاہیئے۔ سورۃ الماعون میں یہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ ہمیں اخلاقی قابلیتوں کا حامل بننا چاہیئے۔ ہمیں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا چاہیئے اور دوسروں کی مدد کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اخلاقیت کے قوانین پر عمل کرتے ہوئے ہم معاشرتی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ سورۃ الماعون میں اخلاقی اقتدار کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ہمیں دیکھایا گیا ہے کہ معاشرتی تعاملات میں ہمیں غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ یہ ہمیں انصاف، احسان اور مہربانی کے قوانین پر عمل کرنے کو کہتی ہے۔ سورۃ میں ترقی اور زندگی کو بہتر بنانے کی خواہش کی بات کی گئی ہے۔ ہمیں یاد دلایا گیا ہے کہ ہمیں صرف اپنی زندگی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے، بلکہ دوسروں کی ترقی اور خیر خواہی کی پرواہ کرنی چاہیئے۔ سورۃ الماعون ہمیں معاشرتی زندگی میں نیکی، اخلاص اور احسان کا اہمیت سمجھاتی ہے۔ ہمارا کردار ان اصولوں پر مبنی ہونا چاہیئے تاکہ ہم معاشرتی بہتری کا حامل بن سکیں۔ اس سورۃ کو سمجھنے اور عمل میں لانے سے ہم معاشرتی روابط کو مستحکم بنا سکتے ہیں اور ایک بہتر معاشرے کا حصہ بن سکتے ہیں۔

سورۃ الماعون ہمارے اخلاقی مسائل کی تربیت کرتی ہے اور ہمارے کردار کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں بد عملی سے دور رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اچھے کردار، اخلاقیت، انصاف اور خیر خواہی ہمارے اسلامی اعتقادات کا حصہ ہونا چاہئیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

[24] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابنِ ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، (مکتبہ اسلامیہ لاہور)، ص 396، حدیث 2474